# حج وقربانی کے عظیم مقاصد

18/08/2016 عبدالباری شفیق

ماہ ذی الحجہ ان أشھرالحرم میں سے ایک ہے جن میں رب کائنات نے دنیائے انسانیت کو جنگ وجدال، قتل وخونریزی، گالی گلوچ اور منہیات ومنکرات سے خصوصی طور پر منع فرمایاہے اور نصوص شرعیہ سے اس کی حرمت وفضیلت کو واضح کیا۔ نیز "وَالْفَجْرِ، وَلَيَالٍ عَشْرٍ، وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" کہکراس کی اہمیت کو مزید اجاگر کیا، الغرض یہی وہ متبرک مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ سال کے تمام دنوں سے افضل و معتبر ہے جس میں یوم عرفہ بھی ہے جس کا وقوف، حج کا اہم ترین رکن اور غیر حجاج کے لئے اس دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کے مغفرت کا ذریعہ ہے، اسی ماہ مبارک میں یوم النحر اور عید قرباں بھی ہے جس دن بندہ مومن شکرانے کی دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے رب کی رضاجوئی کی خاطر حسب استطاعت بہیمۃ الانعام میں سے اللہ کے نام کا ذبیحہ پیش کرتا ہے جس کے گوشت سے خود مستفید ہوتا ہے اور اپنے اعزہ واقارب، دوست واحباب اور غرباء ومساکین کو بھی کھلاتا ہے، جس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے دربار الٰہی میں مقبول ہوجاتا ہے اسی کو رب ذوالجلال نے "لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم" کے مفہوم میں بیان فرمایا ہے۔

اسی ماہ مبارک میں حج جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کی جاتی ہے جو اسلام کا ایک اہم رکن، اکثر شعائر اسلام کا جامع اور اہل ایمان کا ایک عظیم الشان فریضہ نیز تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے جو پوری دنیا میں بسے کروڑوں مسلمانوں کی اجتماعیت، اتحاد واتفاق، اخوت ومساوات، الفت ومحبت اور آپسی بھائی چارگی کا عظیم مظہر ہے، یہ ایسا فریضہ ہے جو ہر مستطیع، آزاد، عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے "وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ" کے سنہرے الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔

خوش نصیب اور قابل مبارکباد ہیں وہ افراد جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقدس گھر کی زیارت اور حرم مکی میں حاضری کا شرف بخشا، جس کو روئے زمین پر بیت اللہ اور بیت عتیق ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ جسے اللہ کے دو برگزیدہ پیغمبر ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند ارجمند اسماعیل ذبیح اللہ نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا اور مرحلہ تکمیل سے گذرنے کے بعد بحکم الٰہی ''وَاَذِّن فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوکَ رِجَالاًوَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ'' کی روشنی میں اپنی نحیف سی آواز میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر ندا لگائی کہ اے لوگو! تم میں سے ہر وہ شخص جسے اس گھر کی زیارت کی طاقت اور استطاعت ہو وہ ضرور اس کی زیارت کرے۔ آج اسی نحیف و کمزور صدا کا ثمرہ ہے کہ ہر سال لاکھوں، کروڑوں کی شکل میں ضیوف الرحمٰن کا یہ قافلہ بڑی والہانہ و سرفروشانہ انداز میں ایک ہی لباس اور ایک ہی انداز میں نعرہ تکبیر ''لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک'' بلند کرتے ہوئے سوئے حجاز کی طرف رواں دواں ہوتا ہے جہاں امیر و غریب، شاہ و گدا، کالے گورے اور عربی و عجمی کا فرق مٹ جاتا ہے، جہاں لباس کا امتیاز ختم اور زبان کی حد بندیاں مٹ جاتی ہیں اور تمام انسان عملی طور پر یکساں اور برابر ہو جاتے ہیں گویا حج انسانی مساوات کا وہ مثالی علامتی اعلان ہوتا ہے جو بندہ اپنے قول و فعل اور عمل و کردار سے انجام دیتا ہے اور اپنے مالک حقیقی کو راضی و خوش کرنے کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔

حج کے بے شمار دینی، دنیاوی اور اخروی فوائد ہیں جن سے براہ راست دنیا کے تمام مسلمان مستفید ہوتے ہیں کیونکہ اگر ایک طرف حج کا تلبیہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں حاضری درج کرانے کا شرف حاصل ہوتا ہے، اللہ کی وحدانیت و یکتائیت کی صدائیں بلند کرنے کا حوصلہ ملتا ہے، عبادت و ریاضت میں انہماک و استغراق کا والہانہ شوق پیدا ہوتا ہے جو گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ، جہنم سے آزادی کا سبب اور دخول جنت کا وسیلہ بنتا ہے تو دوسری طرف اس سے عالمی مارکیٹ میں تجارت کو فروغ دینے کا موقع اور عالمی سطح پر اتحاد بین المسلمین کا پیغام اور یہ درس ملتا ہے کہ تمام مسلمان ایک ساتھ مل کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں، تاکہ ''وکونوا عباد اللہ اخوانا'' کی عملی دیوار کو مضبوطی حاصل ہو سکے۔

حج کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے صاحب حجۃ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اس کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ سیدنا ابراہیم واسماعیلؑ کے چھوڑے ہوئے ترکہ و میراث کی حفاظت کی جائے، اس لئے کہ یہ دونوں ملت حنیفی کے امام اور عرب میں اس کے موسس اور بانی کہے جا سکتے ہیں اور نبی محترم ﷺ کی بعثت بھی اسی لیے ہوئی تھی کہ ملت حنیفی آپ کے ذریعہ دنیا میں غالب ہو اور اس کا پرچم بلند ہو، اسی وجہ سے آپ ﷺ کہا کرتے تھے کہ میں ابراہیم کی دعا ہوں۔

جب ایک سیرت نگار ابراہیم خلیل اللہ کی حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ اوران کے خانوادہ کی موحدانہ وسرفروشانہ زندگیوں کا جائزہ لیتا ہے تو اس پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ان کی پوری زندگی ابتلاوآزمائش کے ہموم وغموم کا بحر بیکراں ہے، عہد طفولیت و عنفوان شباب میں قوم وخاندان سے بے شمار بتوں کی پرستش کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت وپرستش کی خاطر دشمنی مول لیتے ہیں اور اعزہ واقارب کو چھوڑ کر ملک شام کی طرف کوچ کر جاتے ہیں لیکن وہاں بھی چین وسکون کی فضا راس نہیں آتی چنانچہ وہاں سے بھی مجبوراً کوچ کرنا پڑتا ہے اور ایک ایسی سرزمین پر اپنی اولاد کو چھوڑنا پڑتا ہے جو زمین تمام انسانی ضروریات سے عاری تھی، جہاں انسانی زندگی کا تصور ناممکن تھا جس سرزمین کو قرآن نے " وادٍ غیر ذی زرع" سے تعبیر فرمایا ہے آج جسے دنیا مکہ مکرمہ کے نام سے موسوم کرتی ہے جو آج ہر قسم کی متنوع اشیاء سے بھرا پڑا ہے یہ بھی ابراہیم خلیل اللہ کی دعائوں کے طفیل ہے اسی وجہ سے رب ذوالمنن نے ان کو اسوہ بنانے کا حکم دیا ہے۔

حج وقربانی اسی خانوادہ کی قربانیوں کی عظیم الشان یادگار ہے کہ ایک باپ اپنے لخت جگر، نور نظر اور بڑھاپے کی لاٹھی کو بحکم الٰہی اس کی راہ میں قربان کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے اور اپنے بیٹے سے صلاح ومشورہ کرتے ہوئے کہتا ہے " یَا بُنَیَّ إِنِّی أَرَی فِی الْمَنَامِ أَنِّی أَذْبَحُکَ" کہ اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھ کو ذبح کر رہا ہوں " فَانظُرْ مَاذَا تَرَی" تو تم بتائو تمہاری کیا رائے ہے، قربان جایئے اس نور نظر پر کہ بیٹا باپ کی بات سن کر گویا ہوتا ہے " یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِی إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِینَ" کہ اے اباجان آپ وہ کام کر ڈالئے جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے ان شاءاللہ آپ مجھے صابر وشاکر پائیں گے۔ چنانچہ ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے اور ایک بیٹا اپنے باپ کے ہاتھوں ذبح ہونے کے لئے دونوں ایک ہی جذبہ وعقیدت کے ساتھ منٰی کی طرف نکل پڑتے ہیں، اور باپ ہے جو اپنے لخت جگر کے حلقوم پر عزم وہمت اور صبر واستقلال کے ساتھ چھری چلادیتا ہے لیکن چھری ہے کہ کام نہیں کر رہی ہے، اس لئے نہیں کہ اس میں دھار نہیں تھی بلکہ اس لئے کہ عرش والے کو بیٹے کی جان مطلوب نہ تھی بلکہ اپنے خلیل کا امتحان مقصود تھا اور دونوں مقصود خداوندی میں کامیاب ہوتے ہیں اور آسماں سے ندا آتی ہے "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ" اے ابراہیم! تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہم اسی طرح محسنین کو اچھا بدلہ دیتے ہیں اور "وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ" لاڈلے بیٹے کی جگہ جنت سے ایک دنبہ اتار کر اسے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس عظیم قربانی کو تا قیامت زندہ جاوید بنادیا، جو ابراہیم خلیل اللہ اوران کے بیٹے اسماعیل ذبیح اللہ کی یاد تازہ کرتی ہے۔ جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ لوگ اس قربانی کے ذریعے ان برگزیدہ پیغمبروں کی سیرت

سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو مسلح کریں تاکہ بوقت ضرورت اللہ کی رضا کی خاطر اپنے جان ومال کی قربانی پیش کرنے کی ضرورت پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کریں، یہ قربانی صرف مال کی قربانی نہیں ہے یا اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ جانور ذبح کیا جائے اور اسکا گوشت کھایا اور کھلایا جائے بلکہ اس کا حقیقی مقصد نفسانی خواہشات کی، غلط جذبات کی اور برے خیالات وارادوں کی قربانی ہے، یہ قربانی دراصل ایک مشق اور تمرین ہے اس عظیم قربانی کی جو ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں پیش کیا تھا۔ ہم سے بھی آج وہی جذبہ اور وہی ایثار و قربانی مطلوب ہے۔ یہ قربانی بندے اور اللہ کے درمیان ایک عہد وپیمان ہے کہ حکم خداوندی کی تعمیل میں اگر ہمیں اپنا سب سے قیمتی سرمایہ قربان کرنا پڑے اور اللہ کا نام لینے کی وجہ سے زندگی اور مال واولاد کا تحفہ دینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ اگر یہ مقصد ومصلحت سامنے نہ ہو تو صرف خون بہانا اور گوشت کھانا وکھلانا رہ جائے گا اور ہماری قربانی ایک روایتی قربانی بن کر رہ جائے گی۔

حج وقربانی کا ایک بڑا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ملت حنیفی کے امام وموسس ابراہیم خلیل اللہ سے اپنا رشتہ استوار کیا جائے، ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے اعمال وافعال کی اصلاح کی جائے، ان کی سیرت اور جانثاری وفداکاری اور خلوص وللہیت کو سامنے رکھکر اپنی زندگی کا موازنہ ومحاسبہ کیا جائے۔ حج ایک قسم کا سالانہ اجتماع ہے جو سارے انسان کو ایک کنبہ وخاندان ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

اگر یہ مقاصد کارفرما ہیں تو یقیناً ہماری قربانیاں رب کے دربار میں مقبول ہوں گی اور ہم اس اجر عظیم کے مستحق ہوں گے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور ہمارا حج فریضہ خداوندی کی ادائیگی کا مظہر ہو گا جو ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گا اور قوم مسلم کو وحدت کی شکل اختیار کرنے کی راہ ہموار کرے گا۔

اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!